صلعم صللم ، ص ، ع ، رض کی کراہت اور صلی اللہ علیہ وسلم

کی فضیلت پر بے مثال تحقیق

کراہت صلعم و فضیلت صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

اویسیہ پبلشرز لاہور

مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاولپور

صلعم صللم ،ص ،ع ،رض کی کراہت اور صلی اللہ علیہ وسلم

کی فضیلت پر بے مثال تحقیق

کراہت صلعم و فضیلت صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

اویسیہ پبلشرز لاہور

مکتبہ اویسیہ رضویہ، ملتان روڈ بہاولپور

2 ۲

نام کتاب: کراہت صلعم و فضیلت صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف: علامہ ابو صالح محمد فیض احمد اویسی رضوی

کتابت: شاہ محمد چشتی سیالوی محلہ محمود پورہ قصور

بار اول: مارچ ۱۹۷۹ء

تعداد: ایک ہزار

مطبع: غنی سنز پرنٹرز دربار مارکیٹ لاہور

ناشر: اویسیہ پبلشرز لاہور

مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاول پور

ہدیہ:

فہرست

صفحہ	مضامین

مضامین

صفحہ

تعارف

نبی کریم آخر الزماں محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حرف صلعم ص وغیرہ لکھ دینا ذہنی تساہل ہے۔ اور یہ ذہنی تساہل بدعت ہے اس بدعت کا شکار نہ صرف عوام الناس ہیں، بلکہ اہل علم بھی اس مسئلہ کو جانتے پہنچاتے ہوئے بھی اس غلطی عظیم کا ارتکاب کر کے رحمت و برکت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

مفسرین اور ائمہ دین نے اس کو مکروہ قرار دیا، اب ضرورت اس بات کی تھی کہ اس مسئلہ کو کتابی شکل میں پیش کیا جائے تاکہ عوام و خواص اس کی خیر و شر کو جان سکیں تو اس پیچیدہ مسئلہ کو میرے قابل صد احترام بزرگ علامہ اویسی صاحب نے بڑے محققانہ انداز میں آیاتِ کریمہ اور احادیثِ نبوی سے ثابت کیا کہ یہ تخفیف موجب عذاب ہے یاد رہے تخفیف دنیاوی امور میں ہوتی ہے۔ دینی معاملات میں نہیں۔
ایک اور غلطی جو ہم لفظ محمد کی انگریزی لکھتے وقت کرتے ہیں کہ محمد کے مکمل سپیلنگ لکھنے کی بجائے حرف M o H D یا M U H D لکھتے ہیں یہ بھی سخت مکروہ ہے

علامہ اویسی صاحب نے یہ مسئلہ حل کر کے ہم پر احسان عظیم کیا اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کو اس کی خیر و برکت سے نوازے اور ساتھ دین پسند احباب سے دردمندانہ اپیل ہے کہ اس بدعت کے خلاف پورا پورا جہاد کریں۔

ارشد اویسی
مہتمم اویسیہ پبلشرز لاہور

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بعض امراض صرف عوام تک محدود ہوتے ہیں اور بکثرت ایسی بیماریاں ہیں جو نہ صرف عوام بلکہ خواص میں بھی پائی جاتی ہیں، ان میں سے ایک مرض جو وبائی صورت اختیار کر چکا ہے یہ ہے کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمِ گرامی کے بعد پورا درود شریف لکھنے کی بجائے صلعم، صللم، ص، عم یا ع م لکھ دیتے ہیں، جو سخت ناجائز ہے۔

عوام اگر لاعلمی کی بنا پر اتنی بڑی غلطی کا ارتکاب کریں تو بڑی بات نہیں لیکن حیرت تو اہلِ علم حضرات پر ہوتی ہے کہ وہ مسئلہ کو جانتے ہوئے سستی اور غفلت کر کے برکات و سعادات سے محروم ہی نہیں ہوتے بلکہ بہت بڑی وعیدوں کے مستحق بنتے ہیں۔

فقیر نے مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے اس ضرورت کو شدت سے محسوس کیا کہ ایسے نہایت ضروری مسئلہ کو واضح کیا جائے تاکہ اس برائی کو روکا جائے چنانچہ چند سطور لکھ دیئے، اللہ تعالےٰ قبول فرمائے آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفی عنہ

وجہِ تالیف اور مقدمہ

افسوس کہ ہمارے بعض اہلِ علم کو فرنگیوں نے اپنے مکروفریب کے جال میں پھنسا لیا کہ جیسے وہ اپنے دین میں قطع و برید ضروری سمجھتے ہیں اسی طرح وہ ہمارے دین میں بھی وہی کرنا چاہتے ہیں، ہمارے دور میں اس کی سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں، ان میں سے درودِ پاک کا مسئلہ بھی ہے کہ اس میں کتابت کی صورت میں تخفیف کی جاتی ہے چنانچہ ہمارے مسلک کے ایک عالمِ دین مولانا مفتی عبدالعزیز مرحوم، مزنگ لاہور نے ایک مضمون " رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ مبارک پر بجائے صلی اللہ علیہ وسلم کے صلعم لکھنا سخت ناجائز ہے " لکھ کر ماہنامہ عارف، لاہور میں اشاعت کے لئے بھیجا تو جناب عبدالرحمٰن شوق امرتسری برس پڑے، اس کا مجھے سخت صدمہ ہوا چنانچہ ان کی اس سینہ زوری پہ فقیر کو یہ رسالہ لکھنا پڑا، شوق صاحب کا مضمون یہ ہے :

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ مبارک پر بجائے صلی اللہ علیہ وسلم کے صلعم لکھنا سخت ناجائز ہے

" مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت مولوی عبدالعزیز[1] صاحب (مزنگ لاہور) کی ایک تحریر برائے اندراجِ "عارف" موصول ہوئی ہے جس میں آپ نے پیغمبرِ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمِ مبارک کے ساتھ بجائے صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کے صرف صلعم لکھنا ناجائز ثابت کیا ہے، محبتِ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

---

[1] رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ۱۲ اویسی غفرلہٗ

میں آپ کی یہ عقیدت اور ذہنی کاوش قابلِ قدر ہے :

(۱) "لیکن مولوی صاحب کو شاید یہ معلوم نہیں (یا ہو) کہ صلعم، صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا مخفف ہے جو باوجود صحیح نہ ہونے کے غلط العام الفاظ کی طرح نہ صرف اردو انشا میں رائج بلکہ تمام لغتِ اردو میں بھی درج ہو چکا ہے جس کے معنی ہی صلی اللہ علیہ وسلم کئے گئے ہیں۔

۲۔ اگر اسلام کا یہ نظریہ کہ "انسان کے اعمال نیت پر موقوف ہیں" صحیح ہے تو اس نظریہ کے مطابق توصیف و مدح کی نیت میں بھی توضیح و تفصیل کی بجائے اختصار و تخفیف کے اظہار سے فرق نہیں آسکتا بلکہ ممدوح کے کسی وصف کے اظہار کے لئے اشارہ و کنایہ سے کام لینا انسب ہے اور یہی احتیاط اختصارِ تعریف پر بھی عائد ہو سکتی ہے چنانچہ کسی کی تعریف میں احتیاط رکھنے کی نسبت صحیح بخاری، مسلم، ابوداؤد میں باب کراہتہ التمادح، میں پیغمبرِ اسلام علیہ السلام کی کئی حدیثیں موجود ہیں۔

۳۔ شاید اسی وجہ سے (یا اور وجہ سے) اکثر اہلِ علم و اہلِ زبان علماءِ کرام نے اردو تراجم تصانیف میں توصیف کے اختصار یا اظہارِ سلام و رحمت مخفف کرنے کو گناہ نہیں سمجھا اور نہ زبان اردو کی سلاست و فصاحت کو تکرار و طوالتِ عبارت سے غیر مانوس ہونے دیا ہے۔ اکثر علماءِ کرام کی تقلید میں علامہ شبلی، سید سلیمان ندوی کے علاوہ مولوی عبدالحق صاحب مصنفِ تفسیرِ حقانی و مولانا محمود الحسن جیسے ثقہ، مستند اور جید علماء نے انبیاء علیہم السلام کے اسمِ گرامی پر ع، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے اسماءِ مبارک پر رض اور لفظِ عام حضرت کے پہلے آں کے اشارات اپنی عبارات میں ثبت کئے ہیں۔

۴۔ اگر لفظِ عام حضرت (جو ہر ایک پر عائد کیا جا سکتا ہے) سے پہلے آں کے

اشارہ سے لفظِ آنحضرتؐ صلعم (جو تمام علماء کی تصنیفات میں عام طور پر دیکھا گیا ہے) سے روحی فدا پیغمبرِ اسلام علیہ السلام کی ذاتِ گرامی مخصوص کی جا سکتی ہے تو اسی طرح صلعم کو بھی صلی اللہ علیہ وسلم کا مخفف تسلیم کیا جا سکتا ہے۔" [۱]

مذکورہ بالا چار تیر چلا کر شوق صاحب لکھتے ہیں :-

" باوجود ان تصریحات کے (جو حجت نہیں بلکہ معروضات ہیں) لیکن میں پھر بھی صلعم لکھنے کی نسبت صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کی حرمت کا قائل ہوں لیکن یہ چند معروضات (جو اگرچہ طویل ہو گئی ہیں) اس لئے معرضِ تحریر میں آگئی ہیں کہ راقم تحریر مولوی صاحب کو زمانہ کی ہر ضرورت اور جائز جدّت کے مقابل بکیرِ قدامت بن کر اسی قدیم مولویانہ طرزِ تحریر میں ایسے فروعی مسائل چھیڑ کر صرف علماءِ کرام کو ہی محرومی و بدنصیبی کے ڈانڈے سے بچانے کی بجائے اپنے شعلہ نوا جذبات پر زورِ قلم اور پر اثر مدلل طرزِ تحریر سے ان عام تعلیم یافتہ طبقہ (جو نہ صرف روحی فدا پیغمبرِ اسلام علیہ السلام کے ارشادات سے ہی مذبذب ہے بلکہ قرآنِ مجید کے صاف اور واضح اسلوبِ بیان کو بھی مغربی تعلیم کے زیرِ اثر تبدیل کرنا جائز سمجھتا ہے) کے نظریات و خیالات قرآن و حدیث کی روشنی میں درست کرنے کی تبلیغی خدمت انجام دینی چاہیئے۔" [۲]

جوابات

(۱) شوق صاحب کو شاید معلوم نہیں (یا ہو) کہ حضورِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کے بعد درود شریف لکھنا یا پڑھنا عبادت ہے اور عبادات میں تخفیف کا کیا معنی؟ بالخصوص

---

[۱] ماہنامہ عارف لاہور ، نومبر ۱۹۵۰ء ، ص ۴۴-۴۵

[۲] ایضاً ، ، ص ۴۶

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں ایسی کوتاہی کو سلف صالحین نے کفر لکھا ہے۔

(۲) واقعی نیت قابلِ اعتماد ہے اسی وجہ سے ہم ایسی کوتاہی کرنے والے پر کفر کا فتوے نہیں لگاتے البتہ اسے فاسق سمجھتے ہیں لیکن نبوت کے متعلقات میں نیت کا اعتبار نہیں ہے قرآنِ پاک میں معمولی سی کمی پر سخت زجرو توبیخ فرمائی گئی ہے۔

(۳) عوام کے متعلق الفاظ یا دنیوی امور کے اغلاط تو قابلِ برداشت ہیں لیکن جب شرعی مسائل یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غلطیاں سرزد ہوں تو اس سے چشم پوشی نہیں کیجا سکتی بلکہ ان اغلاط کو ختم کرانا یا کم از کم انہیں مطلع کرنا ضروری اور لازمی ہے، کیا شوق صاحب شریعتِ مطہرہ کے تمام اغلاط رائج العوام کے متعلق بھی وہی فرمائیں گے جو علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابت کی تخفیف کے لئے فرماتے ہیں۔

(۴) شوق صاحب کے سوال ۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خیر سے مجتہد بھی ہیں اور مجتہد بھی ماڈرن کہ جنہیں نہ مقیس سے غرض ہے اور نہ مقیس علیہ سے اور نہ ہی علتِ جامعہ سے واسطہ وہ تو سمجھتے ہیں "جتنے رنگ کے کالے سب باپ کے سالے" لیکن ان سے باادب گذارش ہے کہ واقعی مدح میں اختصار جائز ہے مگر یہ تو ثابت کیجئے 'صلی اللہ علیہ وسلم' مدح ہے یا درود شریف اور وہ بھی من اللہ اور مخصوص بہ عبادات مخصوصہ جس میں کمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیا شوق صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دعائیہ کلمات پڑھتے یا لکھتے ہوئے ج، عف وغیرہ کا اختصار فرمادیں گے جبکہ اس طرح کے اختصار سے درگاہِ حق کی توہین ہے، اسی طرح ذاتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھئے، لیکن یہ وہ سمجھے گا کہ واقعی ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی بلند شان کے مالک ہیں۔

غور فرمائیں کہ صلعم، صللم اور صؐ وغیرہ مہمل اور یقیناً مہمل ہیں اور پھر دوسری طرف دیکھئے کہ اللہ تعالےٰ نے ہی 'صلوا علیہ وسلموا تسلیما' ارشاد فرمایا ہے، اللہ تعالےٰ کے ارشاد میں مہمل کلمات کہنے والوں کی سزا قرآن میں ہے چنانچہ قرآنِ کریم کے پہلے پارہ میں ہے کہ اللہ تعالےٰ

نے ایک قوم سے فرمایا قولوا حطة نغفر لکم، انہوں نے کہا حبة فی شعرة جب انہوں نے یہ مہمل کلمات کہے تو ان پر عذابِ الٰہی نازل ہوا، کما قال اللہ تعالیٰ فبدل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قیل لھم فانزلنا علیھم رجزا من السماء بما کانوا یفسقون ۔ کچھ یہی حال صلعم، صللم اور صؔ وغیرہ لکھنے والوں کا ہے، فتدبر و تفکر ولا تکن من الغافلین ۔

(۵) شوق صاحب کے سوال ۳ کا جواب واضح ہے کہ اولاً ان لوگوں کو ثقہ اور جید سمجھنا محلِ نظر ہے، ثانیاً یہ کہ اگر انہیں ثقہ مان بھی لیا جائے تو ان کا لکھنا قابلِ حجت نہیں کیونکہ کاتبین کی غلطی سے ایسا ہوگا یا ان کی غلطی ہوگی جیسے آپ کو ہے۔ ثالثاً یہ کہ ان کی تصنیفات میں تصریح موجود ہے کہ وہ بھی صلعم وغیرہ لکھنے کو محرومی مانتے ہیں۔ رابعاً یہ کہ بعض لیڈر نما مولوی کے کردار کا کیا اعتبار جبکہ ان کا فتوےٰ کچھ ہوتا ہے اور عمل کچھ، جیسے آج کل فوٹو کا رواج ایسے ہی عام ہے (جس میں بڑے بڑے مشاہیر علماء، مشائخ، صوفیاء، گدی نشین، تقدس مآب مفتی اور واعظ مبتلا ہیں) جیسے صلعم وغیرہ کا، تو ان کی اس غلطی سے کیا شرعی مسئلہ بدل جائے گا یعنی فوٹو کھچوانا جائز ہو جائے گا؟

(۶) شوق صاحب کے سوال ۴ کا جواب یہ ہے کہ لفظِ آل پر قیاس کرنا کونسی شریعت کی جزئی ہے، پھر اشارات و کنایات کا معاملہ کچھ اور ہے اور درود و سلام جیسی مقدس عبادت کا معاملہ اور، بعض الفاظ کی تخصیص سے ذوات کا اشارہ و کنایہ شرعاً عام ہے بلکہ کتبِ شریعت میں تو اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ السلام کے اسماءِ گرامی کی بجائے صرف درود و سلام اور لفظِ تعالےٰ و عزوجل پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ شوق صاحب کا اس طرح کا قیاس اگر مان لیا جائے تو شریعتِ مطہرہ کے مسائل کی خیر نہیں کیونکہ ہر شخص اپنی من مانی کے لئے اپنی غرضِ فاسد کو کسی نہ کسی مسئلہ پر ضرور قیاس کر لے گا۔

شوق صاحب کا آخری حملہ

شوق صاحب نے یہ چار تیر چلا کر آخر میں مولویت پر گندے حملے کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکالی اور وہی کچھ فرمایا ہے جس کی توقع انگریزیت کے دلدادہ اور مغربیت زدہ حضرات سے ہمیشہ ہوتی ہے کہ مولوی تنگ ظرف ہیں، جدّت کے دشمن اور قدامت پسند ہیں اور دقیانوسی فکر رکھتے ہیں، اور ساتھ ہی یہ رونا بھی رویا ہے کہ مولویوں کی اس روش سے جدید طبقہ اسلام سے دور ہوتا جا رہا ہے۔

شوق صاحب ہوں یا بے ذوق صاحب! ہم انہیں کس طرح سمجھائیں کہ ہم بھی جدّت کے قائل ہیں اور آپ جیسے حضرات سے طعن و تشنیع سنکر بھی جدید طبقہ کو دین کی پگڈنڈی پر لانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اس کا کیا علاج جو ہماری ہر بات کو الٹ سمجھ کر لاَسَلَّم کی ڈگری حاصل کر چکا ہو ورنہ سیدھی سی بات ہے کہ اسلام کی متعین راہیں تو بدلنے کی نہیں، اگر کوئی انہیں بدلنے کی بات کرے تو ہم یہ گوارہ نہیں کر سکتے۔

حکایت

ہمارے شہر بہاولپور میں ایک افسر نے مسجد کو گرا کر ایک کالج کی تعمیرِ جدید کا آرڈر جاری کیا، فقیر نے کمشنر صاحب سے اپیل کی تو کمشنر صاحب نے شوق صاحب والے تیر پھینکنے شروع کئے، میں نے عرض کیا کہ مسجد تاقیامت مسجد رہتی ہے خواہ آبادی میں لاکھ بار تغیر آجائے، کمشنر صاحب نے کہا یہ کوئی ضروری نہیں، جہاں آبادی کا تعلق ہو گا مسجد کو وہاں لے جانا ضروری ہو گا میں نے کہا کہ اب کعبہ معظمہ کو بھی اٹھا کر پیرس لیجاؤ کہ وہ اپنے محل وقوع کے اعتبار سے عرب جیسی بھربلی آبادی میں رہنے کے لائق نہیں۔ اس سے وہ کھسیانے سے ہو کر کہنے لگے کہ یہ مسئلہ ڈپٹی کمشنر حل کرے گا وہاں جاؤ، ہم وہاں گئے، اللہ تعالٰے نے فضل فرمایا اور مسجد بحال ہوگئی۔

اگر ایسی قدامت پسندی سے ہم کو بدنام کرو تو بسر و چشم، لیکن یاد رہے کہ شرعی مسئلہ کی حقانیت سے منحرف ہو کر اگر لاکھوں بدقسمت دین و اسلام کی باتوں سے دور ہوتے ہیں تو

جانے دو، دین کو ایسے بدقسمتوں کی ضرورت بھی نہیں، کیا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے زکوٰۃ کے منکرین سے فضول جہاد کیا، انہیں جدت سے انکار تھا۔ شوق صاحب اور ان جیسوں کو معلوم ہو کہ درود شریف جیسی مقدس عبادت کو بگاڑنا ہمیں گوارا نہیں۔ اگر آپ جیسے لاکھوں کے تیور بدلتے ہیں تو بدلے رہیں ہم اپنی اس قدامت کو نہیں چھوڑیں گے، اگر تمہیں یہ ادا پسند نہیں تو اپنا کام کیجئے، دین کا اللہ حافظ!

دینی امور میں گریز کس کو

شوق صاحب کے مضمونِ مذکور کے پیشِ نظر کثیر التعداد شوقین ایسے پیدا ہو گئے جنہیں 'صلعم' وغیرہ نہ صرف لکھنے بلکہ بولنے تک کی جرأت ہو گئی چنانچہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ، ۱۵ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ کی اشاعت میں ذیل کے عنوان کے تحت یہ مضمون شائع ہوا:

'صلعم' کا مخفف ترک کیا جائے

میرے ایک دوست جو مضمونوں میں ایم اے پاس کر چکے ہیں، دینی مطالعہ اور بحث و تحیص کا خاصا شغف رکھتے ہیں، ایک دن دورانِ گفتگو مجھے یہ اندوہناک احساس ہوا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی کے ساتھ بول چال میں 'صلعم' استعمال کرتے ہیں اس سے اندازہ ہوا کہ تحریر میں 'صلعم' لکھنا قاری کو کس طرح گمراہ کر دیتا ہے۔ یہ مرکب انگریزی مخففات کے اتباع میں ہے کہ صلی اللہ علیہ سے ص ل ع اور وسلم کا آخری میم لیکر (WAPDA) کی طرح ایک لفظ بنا گیا ہے جس کا لکھنا مہمل ہو نہ ہو، اسی طرح سے پڑھ دینا یقیناً لغو اور بے معنی ہے اور درود کی جگہ اس لفظ کا پڑھ دینا سخت بے ادبی اور گناہ ہے۔

کسی مرغوب فرنگی ذہن نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت کم کرنے کے لئے یہ ناپاک جسارت کی تھی اور مسلمانوں نے ذہنی تساہل اور مغرب پرستی کے جنون کے باعث اسے اپنا لیا بالکل اسی طرح جیسے محمد کی انگریزی میں تحریر MOHD، جس کے آخر میں انگریزی

قواعد کے مطابق فل سٹاپ بھی نہیں جو اس سے مخفف ہونے کا اعلان کرنے اور 'موہد' بننا ہے، حکومتِ پاکستان نے کئی برس قبل MOHD لکھنے پر پابندی لگائی تھی مگر آج بھی مسلمان تعلیم یافتہ لوگوں کے قلم سے لکھا ہوا، یہ لفظ قلب کو مجروح کر جاتا ہے، لوگ انگریزی کے الفاظ Naighbour کی غیر منطقی طوالت سے نہیں گھبراتے مگر ان کا اشہب قلم ہمارے مقدس ترین لفظ کی تحریر کے وقت دم توڑ دیتا ہے، دین پسند احباب سے دردمندانہ درخواست ہے کہ وہ تحریروں میں 'صلعم' لکھنے کے خلاف پرزور جہاد کریں۔

قابلِ افسوس امر یہ ہے کہ بعض دینی اور سیرت کی مستند کتب میں بھی یہ غلط انداز راہ پاگیا ہے مگر ان کتب کی عظمت اس تحریر کی صحت کی دلیل نہیں بن سکتی، ارشادِ نبوت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی سن کر (یا پڑھ کر) درود پڑھنا ضروری ہے۔

انسب طریقہ یہ ہے کہ حضور کے اسمِ گرامی کے ساتھ 'صلی اللہ علیہ وسلم' پورا لکھا جائے تاکہ قاری اسے پڑھنے پر مجبور ہو خواہ وہ اس روایت سے واقف ہو یا نہ ہو۔

علمائے کرام نے اس طرزِ تحریر کے خلاف فتوے بھی دے رکھا ہے لہٰذا مسلمانوں سے التماس ہے کہ وہ اپنی تحریروں میں 'صلعم' اور MOHD یا MUHD لکھنا یک قلم ترک کردیں، جو کتب پہلے طبع ہو چکی ہیں ان پہ ایک چیٹ اس مضمون کی چسپاں کر دی جائے کہ اس میں جہاں کہیں صلعم لکھا ہوا ہے اسے پورا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا جائے، کاتب اور کمپوزیٹر حضرات براہِ کرم 'صلعم' لکھنا ترک کر دیں اس لئے کہ ع آبروئے ما ز نامِ مصطفٰیؐ است، اور فرنگی ذہن اسی نام سے ہماری محبت کو کم کرنے کے درپے ہے، سامنے آ کر ممکن نہیں تو پس پردہ رہ کر ہی سہی۔"

(اسحاق جلالپوری، پاک کالونی، لاہور)

جدید انکشاف

ماہنامہ ترجمانِ اہلِ سنت، کراچی میں یہ مضمون مندرج ہے:-

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کو لکھتے وقت صرف ص یا صلعم نہیں بنانا

چاہیئے۔ یہ حقیقت ہے کہ ندوہ کے علماء نے یہ بدعت جاری کی اور دیوبندیوں وہابیوں اور جماعت اسلامی کے لٹریچر میں اس کو عام کیا گیا، اب حالت یہ ہوگئی ہے اسکولوں اور کالجوں کے طلباء اسم گرامی کو تقریروں میں لیتے وقت بھی صلعم کہا کرتے ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ جس نے اسلام میں کوئی بری چیز جاری کی قیامت تک جس نے بھی اس پر عمل کیا اس کا گناہ اس بدعتِ سیئہ کے جاری کرنے والے کو ملے گا ... بہر حال اس مسئلہ کو تقریر و تحریر میں عام کرنے کی ضرورت ہے؛" [1]

ترجمان کے اس مضمون کی بناء پر میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے جدید طبقہ کو دینی امور پر جرأت کا موقع پانچ وجوہ سے ملا ہے :-

۱- دیوبندی، وہابی فرقے مثلاً احراری، تبلیغی، غیر مقلد، مودودی، غلام خانی، نیچری، ندوی اور ان کی ذیلی جماعتیں (نیچری، چکڑالوی، پرویزی، خاکساری، مرزائی) نبوت کے امور کو عام سطح پر لاتے ہیں مثلاً وہ بھی بشر ہم بھی بشر، وہ بھی بندے ہم بھی بندے، وہ بھی مخلوق ہم بھی مخلوق، هم [2] رجال نحن رجال، پھر عوام کو پٹی پڑھائی کہ قرآن وحدیث فہمی آسان ہے، جب وہ اور ہم ایک ہیں تو پھر ان کی ضرورت ہی کیا ہے بلکہ ہم قرآن یا حدیث کو ان سے بہتر جانتے ہیں اسی لئے اردو کی دو چار کتابیں پڑھکر قرآن وحدیث میں مجتہدانہ ایسا رنگ دکھلاتے ہیں کہ جس سے خود قرآن وحدیث پناہ مانگتے ہیں، چند نمونے فقیر کے رسالہ "ہدیۃ السالکین فی غنیۃ الطالبین" میں دیکھئے۔

---

[1] ماہنامہ ترجمانِ اہلسنت، کراچی، شمارہ فروری ۱۹۷۳ء/ محرم الحرام ۱۳۹۳ھ، ص ۴۲

[2] نبی علیہ السلام اور جملہ اولیاء و فقہاء وغیرہم۔

۲۔ ندویوں، مودودیوں اور دیگر ماڈرن مجتہدوں نے اپنی مجتہدانہ روش سے جدید طبقہ کو تقویت پہنچائی اس معنی پر کہ ہر دنیوی مصلحت پر دینی امور کو تابع بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

۳۔ دینی امور کی اہمیات، ذہن سے اتار دی گئیں بالخصوص متعلقاتِ نبوت و ولایت۔

۴۔ ہمچوں ما دیگرے نیست کی لعنت دماغوں پر چھا گئی ہے۔

۵۔ تحقیرِ علمائے اسلام اور ان کے ہر بتائے ہوئے مسئلے کے خلاف آواز اٹھانا بلکہ جدید طبقہ نے اسے اتنا اچھالا ہے کہ مسلمانوں میں اکثر انگریزی پڑھے لکھے لوگ قدیم تعلیم والوں سے اس طرح نفرت کرتے ہیں ایک جانی دشمن کو دوسرے فریق سے نفرت ہوتی ہے۔ اسی لئے اب ہمارے پیش کردہ حوالہ جات نہیں مانتے، نہ ہی ہمارے دلائل سنتے ہیں بلکہ اپنی عقلی دلیل کو ترجیح دیتے ہیں۔

جب تک مذکورہ بالا وجوہ کا قلع قمع نہ ہو اس وقت تک جدید پیدا شدہ مسائل کا حل نہیں ہو سکتا، ہاں اگر کسی بندۂ خدا کو خدا تعالےٰ کا دل میں خوف ہے تو اس کے لئے چند حوالہ جات حاضر ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

باب اول۔ فقہائے کرام کی تصریحات

۱۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"پہلا شخص جس نے درود شریف کا ایسا اختصار لکھا اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔"

(ف) ایسا صرف اس لئے ہوا کہ اس نے حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاملہ میں معمولی تصور کیا اور اسی لئے اسے یہ سزا ملی ورنہ اتنا سخت سزاوار کیوں ٹھہرا گیا حالانکہ اس نے مال

تھوڑا چرایا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس کے دل میں عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ جانتا ہے کہ مال کی چوری سے مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شان کی چوری میں مذکورہ سزا پھر بھی کم ہے۔

۲۔ حضرت علامہ سید طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ درمختار میں فتاوے تاتارخانیہ سے نقل کر کے لکھتے ہیں ویکرہ الرمز بالصلوٰۃ والترضی بالکتابۃ بل یکتب ذلک کلہ بکمالہ وفی بعض المواضع من التتارخانیۃ من کتب علیہ السلام بالھمزۃ والمیم یکفر لانہ تخفیف وتخفیف الانبیاء کفر بلا شک ولعلہ ان صح النقل فھو مقید بقصد والا فالظاھر انہ لیس بکفر وکون لازم الکفر کفرا بعد تسلیم کونہ مذھبا مختارا محلہ اذا کان اللزوم بینا نعم الاحتیاط فی الاحتراز عن الایھام والشبھۃ۔

(ترجمہ) درود و رضی کو اشارہ کے طور پر لکھنا مکروہ ہے، کسی نبی پاک کے نام کے ساتھ درود و سلام کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے کیونکہ یہ تخفیف (تحقیر شان) ہے (اور معاملہ شانِ انبیاء سے متعلق ہے) اور انبیاء علیہم السلام کی شان کو ہلکا کرنا کفر ہے۔ اگر معاذ اللہ قصد استخفافِ شان ہو تو قطعاً کفر ہے حکمِ مذکور اسی صورت کے لئے ہے کہ یہ لوگ کسل و کاہلی و نادانی سے ایسا کرتے ہیں تو اس حکم کے مستحق نہیں مگر بے برکتی و بے دولتی و کم بختی و زبون قسمتی میں شک نہیں۔"

(ف) غور کیجیے کہ علامہ طحطاوی قدس سرہ نے کس طرح مسئلہ کو سلجھایا ہے کہ (ص) وغیرہ لکھنے میں جدت پسندوں کے لئے تخفیف ہے لیکن یاد رہے کہ تخفیف دنیوی امور میں ہوتی ہے دینی معاملات بالخصوص انبیاء علیہم السلام کے متعلق تخفیف کیوں، وہ تو کفر ہے

۳۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الاذکار ص ۳۴۵ میں

۴۔ حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جذب القلوب ص ۲۴۲ میں۔

۵۔ قطب الارشاد مطبوعہ بمبئی مظفری ص ۲۶۹ میں ہے :۔

یکرہ الرمز بالصلوٰۃ و الترضی و الترحم بالکتابۃ بل یکتب بکماله ولا یسأم منه و الا حرم حظا عظیما۔

(ترجمہ) درود شریف اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ رمز (ص، رض، رح) لکھنا مکروہ تحریمیہ ہے، بلکہ پورا (درود شریف، رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ) لکھے اور پورا لکھنے سے نہ اکتائے ورنہ بڑے ثواب سے محروم رہے گا۔"

۶۔ حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالےٰ شرح مسلم شریف میں لکھتے ہیں :۔

من اغفل ھذا حرم خیرا عظیما و فوت فضلا جسیما۔

(ترجمہ) "جو اس سے غافل ہوا وہ اجرِ عظیم سے محروم رہا اور اس سے بڑا افضل فوت ہو گیا"

(ف) بتائیے کہ "صلعم" وغیرہ کے لکھنے میں معمولی سی غفلت سے فقہاءِ کرام و محدثینِ عظام رحمہم اللہ تعالےٰ نے متنبہ فرمایا کہ محرومی اور بد قسمتی کو نہ للکارو۔

۷۔ رحمۃ الرحمٰن شرح قصیدۃ النعمان ص ۶۶ مطبوعہ مجتبائی دہلی میں ہے کہ یہ اختصار ص، رض، رح لکھنا طریق بنو امیہ ہے۔

(ف) بنو امیہ کے دور سے یزیدیت کی طرف اشارہ ہے جبکہ اس بدبخت نے ہزاروں شقاوتوں سے بڑھ کر اہلِ بیت رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی شانِ اقدس کی گستاخی کر کے تا ابد اپنا نام بدبختوں میں لکھایا اور پھر یہ بدبختی بھی اسی کے گلے کا ہار ہو جسے آج کل کے شوقین صلعم، ص وغیرہ لکھ کر یزیدیت کی فہرست میں اپنا نام لکھانا چاہتے ہیں۔

۸۔ سعادۃ الدارین ص ۱۹ ا میں اس اختصار کو سست عوام جہلاء کا فعل لکھا ہے۔

(ف) اب ہم اگر اپنے دور کے شوقین بھائیوں کو جاہل یا سست کہیں تو ناراض ہوں گے لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہیں نہ کہا جائے تب بھی صلعم اور ص، صللم وغیرہ لکھ کر خود اپنے آپ کو جاہلوں اور کاہلوں میں نام درج کر رہے ہیں ؏ این شقاوت بزور بازو نیست، اللہ تعالےٰ ہدایت بخشے آمین۔

۹۔ اعلیٰحضرت عظیم البرکت قدس سرہ فتاویٰ افریقہ ص ۵۴ میں لکھتے ہیں :۔

"سوال میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ صلعم لکھا ہے اور یہ سخت ناجائز ہے یہ بلا عوام تو عوام ۱۴ صدی کے بڑے بڑے اکابر و فحول کہلانے والوں میں بھی پھیلی ہوئی ہے، کوئی صلعم لکھتا ہے، کوئی صللم، کوئی فقط ص، کوئی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدلے ؑم یا ؐم، ایک ذرہ سیاہی یا ایک انگل کاغذ یا ایک سیکنڈ وقت بچانے کے لئے کیسی کیسی عظیم برکات سے دور پڑتے اور محروم و بے نصیبی کا ڈانڈا پکڑتے ہیں۔"

اس کے بعد اعلیٰحضرت قدس سرہ نے چند فقہاء کے تصریحات اور ایک آیتِ کریمہ سے استدلال فرمایا ہے۔

۱۰۔ اور فتاوےٰ رضویہ ج ۱ ص ۸۱ میں لکھتے ہیں :۔

"سوال میں نام پاک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بجائے صلی اللہ علیہ وسلم، صلعم لکھا ہے، یہ جہالت آجکل بہت جلد بازوں میں رائج ہے کوئی صلعم لکھتا ہے، کوئی ؑم کوئی ص اور یہ سب بیہودہ و مکروہ و سخت ناپسند و موجبِ محرومیِ شدید ہے، اس سے احتراز چاہیئے، اگر تحریر میں ہزار جگہ نام پاک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آئے، ہر جگہ پورا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا جائے ہرگز ہرگز کہیں صلعم وغیرہ نہ ہو، علماء نے اس سے سخت ممانعت فرمائی ہے

یہاں تک کہ بعض کتابوں میں تو بہت اشد حکم لکھ دیا ہے۔"

اس کے بعد حاشیۂ درِ مختار کی عبارت لکھی ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددِ دین و ملت سیدنا شاہ احمد رضا خاں قدس سرہ نے اس مسئلہ کے لئے ذیل کی آیت سے استنباط فرمایا ہے کہ :۔

فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم فانزلنا علیھم رجزا من السماء بما کانوا یفسقون ہ

(ترجمہ) "ظالموں نے اسے بدل کر کچھ اور کر لیا تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کے فسق کا۔"

(ف) وہاں بنی اسرائیل کو فرمایا گیا تھا قولوا حطۃ "یوں کہو کہ ہمارے گناہ اتریں" انہوں نے کہا حنطۃ "ہمیں گیہوں ملے" یہ لفظ با معنی تو تھا اور اب بھی ایک نعمتِ الٰہی کا ذکر تھا، یہاں یہ حکم ہوا کہ یٰایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما "اے ایمان والو اپنے نبی پر درود و سلام بھیجو" اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ **ابدًا** ۔ اور یہ حکم وجوباً یا استحباباً ہر بار نام اقدس سننے یا زبان سے لینے یا قلم سے لکھنے پر ہے۔ تحریر میں اس کی بجاآوری نامِ اقدس کے ساتھ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنے میں تھی اسے بدل کر صلعم و صللم وصم و ؐ کر لیا جو کچھ بھی معنی نہیں رکھتا، کیا اس پر نزولِ عذاب کا خوف نہیں کرنے والعیاذ باللہ رب العالمین، یہ تو محلِ درود ہے جس کی عظمت اس حد پر ہے کہ اس کی تخفیف میں بہتوں نے کفر موجود ہے [1]

اس سے قبل اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے لکھا ہے کہ :۔

" ظاہر ہے کہ اَلْقَلَمُ اَحَدُ اللِّسَانَیْنِ "قلم بھی زبان ہے" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] فتاویٰ افریقہ، ص ۴۵-۴۶

کی جگہ مہمل بے معنی صلعم لکھنا ایسا ہے کہ نام اقدس کے ساتھ درود شریف کے بدلے یوہیں الم غلم بجنا۔[1]

(ف) یہ صرف اس بدبخت سے سرزد ہوتا ہے جسے عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے واسطہ نہیں ہے ورنہ اپنے حکام وغیرہ کے القاب وآداب میں تخفیف کر کے تو دیکھیں۔

۱۱۔ حضرت الشیخ احمد بن شہاب الدین بن حجر ہیتمی مکی (المتوفی ۹۸۴ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ فتاوی حدیثیہ ص ۱۹۶ میں لکھتے ہیں :۔

وَكَذَا اسْمُ رَسُوْلِهٖ بِاَنْ يَّكْتُبَ عَقْبَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ جَرَتْ عَادَةُ الْخَلَفِ كَالسَّلَفِ وَلَا يَخْتَصِرُ بِكِتَابَتِهَا بِنَحْوِ صلعم فَاِنَّهٗ عَادَةُ الْمَحْرُوْمِيْنَ۔

(ترجمہ) "اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جائے کہ یونہی تمام سلف صالحین کا طریقہ چلا آرہا ہے لیکن چاہیے کہ لکھتے وقت اس میں اختصار کر کے صلعم نہ لکھا جائے اس لیے کہ یہ محروم لوگوں کا کام ہے۔"

۱۲۔ تفسیر روح البیان ج ۷، ص ۲۲۶ میں ہے :۔

وَيُكْرَهُ الرَّمْزُ لِلصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِي الْخَطِّ بِاَنْ تُقْتَصَرَ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى الْحَرْفَيْنِ هٰكَذَا "عم" اَوْ نَحْوُ ذٰلِكَ كَمَنْ يَّكْتُبُ صَلْعَمْ يُشِيْرُ بِهٖ اِلٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(ترجمہ) "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کے لئے اشارہ و کنایہ کرنا مکروہ ہے

---

[1] فتنہ سے افریقہ ۔ ص ۵۰

"یہ نہ ہو کہ صرف دو حرفوں پر اختصار کرے جیسے ''عم'' یا یونہی اور جیسے کوئی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرنے کے لئے صلعم لکھ دے۔"

تقریباً اسی طرح اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی تصانیف میں تنبیہات لکھی ہیں، ان چند حوالہ جات پر اکتفا کیا گیا ہے ورنہ سینکڑوں عبارات اس قسم کی صراحۃً کتب احادیث و تفاسیر و فقہ و فتاوے ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ میں موجود ہیں، العاقل تکفیہ الاشارہ، دانا را اشارہ کافیست۔

۱۳۔ مناظرِ اہلِ سنت مولانا نظام الدین ملتانی ثم وزیر آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:۔

"جناب آقائے نامدار محبوب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر تمام درود شریف لکھنا چاہئے، صلعم وصل وسیم کا صرف اشارہ لکھ دینا سخت حرام ہے، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا چاہئے۔"

اس کے بعد اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے فتاوے افریقہ سے حوالہ جات نقل کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:۔

"اور فقیر کے نزدیک بھی واقعی دیدہ و دانستہ ایسا کرنا حرام ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ قلم بھی زبان رکھتی ہے اور یہ انسان کے اختیار میں ہے اور قرآنِ مجید میں ہے 'یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً' پس ایماندار کو لازم ہے اور ضروری ہے کہ سنتے اور لکھتے وقت حضور علیہ السلام کے اسمِ گرامی پر درود شریف پڑھ لیا کریں اور وقت لکھنے کے لکھ لیا کریں اور قوم مغضوب بنی اسرائیل کے مصداق نہ بنیں لقولہ تعالیٰ فبدل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قیل لهم فانزلنا علیهم رجزاً من السماء بما کانوا یفسقون۔"[1]

---

[1] فتاوے نظامیہ مشمولہ جامع الفتاوے ج ۱۳، ص ۲۸۶۔

اویسی غفرلہٗ کا تبصرہ

اس آیت کے نکات اور رموز ی وضاحت ہم نے پہلے سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے فتاوے مبارکہ سے لکھ دی ہے لیکن یہ قدرتی امر ہے کہ ہمارے یہ دلائل اور حوالہ جات دین پسند طبقہ تو ضرور مان لے گا لیکن مغربیت زدہ فرنگیت کا دلدادہ جدت پسند ماڈرن محققین یہ کہہ کر ٹال دیں گے کہ ہم انہیں کیا جانیں اور ان کے استدلالات کیوں مانیں لیکن یاد رکھیے کہ اس طرح کی باتیں تمہیں اپنے حلقۂ احباب میں کام دے سکتی ہیں لیکن بارگاہِ حق کے سامنے تمہارے جیسے بڑے بڑے فرعون کانپتے نظر آئیں گے لہذا آج ہی فرعونیت کو مٹا کر مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور پکے غلام بن جائیں۔

۱۴۔ حضرت مولانا مفتی عبد العزیز علیہ الرحمہ، مزنگ لاہور لکھتے ہیں" رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ صلعم یا صلم یا ص وغیرہ لکھنا سخت ناجائز ہے۔ یہ بلا عوام تو عوام چودھویں صدی کے بڑے بڑے اکابر و فحول کہلانے والوں میں بھی پھیلی ہوئی ہے، کوئی صلعم لکھتا ہے کوئی صلم کوئی فقط ص، کوئی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدلے عم یا ءم، ایک ذرہ سیاہی یا ایک انگل کاغذ یا ایک دو سیکنڈ کا وقت بچانے کے لئے کیسی کیسی عظیم برکات سے دور پڑتے اور محرومی و بے نصیبی کا ڈانڈا (سرحد) پکڑتے ہیں"[1]

اس کے بعد دلائل نقل کر کے لکھتے ہیں: " مالکانِ دین محمدی پریس بل رود لاہور نے بھی اس پر عمل کر کے اپنے کو اجرِ عظیم کا مستحق بنا لیا، انجمن حمایت اسلام کے قرآن کریم کی طباعت کے مہتمم ظفر اقبال صاحب نے بھی قرآنِ کریم میں وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھوا کر اجرِ وافر حاصل کیا"[2]

اس کے بعد اپنی ایک محنت کا ذکر کر کے کاتب صاحبان کا شکوہ لکھا کہ " خاکسار نے بھی اپنے

---

[1] ماہنامہ عارف لاہور، نومبر ۱۹۵۰ء ص ۴۵۔

بعض مکاتیب یعنی سوانحعمری رسول مقبول اور نسب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ میں پورا درود شریف لکھوانے اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ لکھوانے کی سعی بلیغ کی مگر افسوس کہ لاہور وغیرہ کے بعض نساخ باوجود تصحیح کتب میں توجہ دلانے کے بھی اس کارِ خیر کی طرف توجہ نہیں فرماتے الاماشاء اللہ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق رفیق کرے۔ (دستخط) عبدالعزیز مصحح خطیب جامع مزنگ لاہور [۱]

فقہاء کی تصریحات کے بعد چند روایات احادیث صحیحہ وغیرہا کو بھی پڑھ لیں :۔

باب دوم، فضائل درود شریف [۲]

قبل اس کے میں اپنے موضوع پر تصریحات لاؤں، درود شریف کے فضائل عرض کر دوں تاکہ کتابت میں تخفیف کرنے والے کو عبرت حاصل ہو اور وہ ایسے غلط رویہ سے باز آجائے۔

فصل اول درود شریف کے فضائل مطلقہ

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سب سے زیادہ قیامت میں میرے قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھتا ہوگا۔ (ترمذی)

(ف) کتاب الصلوٰۃ والبشر فی الصلوٰۃ علی سید البشر (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہے کہ اس حدیث شریف میں حدیث کے علماء کو بشارت ہے کہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود شریف پڑھتے ہیں بولنے اور کام کرنے اور لکھنے پڑھنے میں۔

۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود شریف کی کثرت کرے گا وہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔ (دیلمی)

---

[۱] ماہنامہ عارف، لاہور، نومبر ۱۹۵۰ء، ص ۴۷۔

[۲] درود شریف کے فضائل پر فقیر کی مستقل تالیف ہے اللہ تعالیٰ اسے شائع کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو مجھ پر درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ پل صراط پر نور بن کر سامنے آئے گا۔ (کتاب الصلوٰۃ والبشر)

لکھتے وقت پڑھنا بھی پڑتا ہے (کما سیجیئ انشاء اللہ تعالیٰ)

فصل دوم، کتابتِ درود کے فضائل

۱۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی فی کتاب لم تزل الملائکۃ تصلی علیہ مادام اسمی فی ذلک الکتاب (رواہ الطبرانی فی الاوسط وابوالشیخ فی الثواب فی الدعوات والخطیب فی شرف اصحاب الحدیث والاصبہانی)[1]

(ترجمہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجے کسی کتاب میں، ہمیشہ فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔"

۲۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرا نام تحریر کرے اور اس کے ساتھ درود وسلام لکھے تو جب تک وہ درود وسلام اس کتاب میں پڑھا جائے گا، برابر ثواب ملتا رہے گا۔ (رواہ فی کتاب الصلوٰۃ والبشر)

۳۔ حضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرا نام تحریر کرے تو اس پر فرشتے ہمیشہ درود بھیجتے رہیں گے جب تک کہ میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔ (کذا فی الصلوٰۃ والبشر)

(ف) علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں و الکتاب یشمل التالیف و الرسالۃ وغیرھما (مطالع ص ۲۱) یعنی کتاب کا لفظ عام ہے خواہ وہ کوئی رسالہ ہو یا کسی قسم کی تالیف و تحریر ہو" امام خطابی فرماتے ہیں سمعت بعض مشائخی یذکر انہ یشترط فی

---

[1] کذا فی مطالع المسرات ص ۲۰۰ ۔ واللآلی للسیوطی ج ۱ ص ۱۳۱ ، کتاب العلم ، والقول البدیع ص ۱۸۹ ۔

الثواب المذکور التلفظ بالصلوٰۃ فی حال الکتابۃ یعنی مجھے بعض اساتذہ سے معلوم ہوا ہے کہ ثواب مذکور فی الحدیث اس وقت نصیب ہوگا جبکہ لکھتے وقت درود شریف زبان سے بھی پڑھے لیکن اس قول کو مرجوح قرار دیکر حدیث کو عموم میں رکھتے ہوئے لکھتے ہیں وَلَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ لِغَیْرِہٖ بَلْ ظَاھِرُ الْحَدِیْثِ وَ کَلَامُ الْعُلَمَاءِ اَنَّ ذٰلِکَ لَیْسَ بِشَرْطٍ (کلہ عن المطالع ص ۲۱-۲۲) یعنی قول مذکور سوائے میرے بعض اساتذہ کے کسی سے منقول نہیں بلکہ حدیث کا ظاہر اور علماء کا کلام بتاتا ہے کہ لکھتے وقت پڑھنا ضروری نہیں۔ اس سے ہمارے کاہل بھائی کچھ تو سوچیں جبکہ درود شریف لکھنے کے بجائے محروموں کی طرح صلعم وغیرہ لکھ دیتے ہیں۔

(ف، بہتر ہے کہ کتابت کے ساتھ زبان سے بھی درود شریف پڑھے تاکہ دوہرا ثواب حاصل ہو اور ائمہ کے اجماع واتفاق پر عمل ہو۔

فائدہ

درود شریف جہاں اور جس وقت پڑھا جائے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں چنانچہ ابن القیم نے جلاء الافہام میں صحیح سند کے ساتھ لکھا ہے کہ:

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنْ اَحَدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ۔

(ترجمہ) ابودرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ جو بھی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو میرے ہاں اس کی آواز پہنچ جاتی ہے جہاں سے بھی پڑھے۔"

اور حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزولی (متوفی ۸۷۰ھ) رضی اللہ تعالےٰ عنہ دلائل الخیرات شریف میں (بحذف السند) روایت فرماتے ہیں:

لہ قال الفاسی قدس سرہ ھو الشیخ الامام العالم العالم الولی الکبیر الکامل العارف المحقق الواصل قطب زمانہ وفرید دھرہ واوانہ ...... الشریف الحسنی ...... تاب علی یدہ خلق کثیر وانتشر ذکرہ فی الآفاق وظھرت لہ الخوارق العظیمۃ والکرامات والمناقب الفخیمۃ التی تحار الاذھان الثاقبۃ فیھا وتعجز العقول الزکیۃ عن تلقیھا وکان وافقا عند حدود اللہ عاملا بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیر الاوراد ...... فاستنارت ببرکتہ الانوار وظھرت لھم للمریدین معالم الاسرار وانتشر بہ الفقراء بذکر اللہ تعالیٰ والصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سائر بلاد المغرب وسار ذکرہ فی جمیع آفاقہ وسار اتباعہ فی کل ناحیۃ وحییت بہ البلاد وجدد الطریقۃ بالمغرب بعد دروس آثارھا وخبوٴ انوارھا وخلف کثیرا من المشائخ وکان فیاض المدد والامداد کثیر النفع للعباد وکان یبعث اصحابہ فی البلاد ...... کل واحد فی ملأ من اصحابہ یدعون الناس الی اللہ ویجلبونھم الی طریق اللہ فکثر دخولھم فی طریقۃ وتزاحموا علیہ واتوہ من کل ناحیۃ حتی لقد ذکر بعضھم انہ ورد علی الشیخ من طالبی القرب الی اللہ تعالیٰ وابتغائہ ثوابہ خلق کثیر حتی اجتمع من المریدین بین یدیہ اثنا عشر الفا وستمائۃ وخمسۃ وستون کلھم من نال منہ خیرا جزیلا علی قدر مراتبھم وقربھم منہ ثم توفی بافغال مسموما فی صلاۃ الصبح سادس

قِيلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ صَلٰوةَ الْمُصَلِّيْنَ
عَلَيْكَ مِمَّنْ غَابَ عَنْكَ وَمَنْ يَّاْتِيْ بَعْدَكَ مَا حَالُهُمَا عِنْدَكَ

عشر ربیع الاول عام سبعین وثمان مائۃ انہ لم یترک ولدا ثم بعد سبع وسبعین سنۃ من موتہ نقل من سوس الی مراکش فدفنوہ فی ریاض العروس منہا وبنی علیہ بیت فلما اخرجوہ من قبرہ بسوس وجدوہ کھیئۃ یوم دفن لم تعد علیہ الارض ولم یغیر طول الزمان من احوالہ شیئا واثر الحلق من شعر راسہ ولحیتہ ظاہر کحالہ یوم موتہ اذا کان قریب عہد بالحلق ووضع بعض الحاضرین اصبعہ علی وجہہ حاصرا بہا محصر الدم عما تحتہا فلما وضع اصبعہ رجع الدم کما یقع ذلک فی الحی وقبرہ بمراکش علیہ جلالۃ عظیمۃ ومہابۃ کثیرۃ وسطوۃ ظاہرۃ والناس یزدحمون علیہ ویکثرون من قراءۃ دلائل الخیرات عندہ وثبت ان رائحۃ المسک توجد من قبرہ من کثرۃ صلاتہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وطریقتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاذلیۃ ولہ کلام کثیر فی الطریق ولہ تالیف فی التصوف وحزب الفلاح وحزب الموسوم بحزب سبحان الدائم الخ وھذا الکتاب (مطالع ص ۹-۱۰)

حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اس لئے طوالت سے کام لیا گیا ہے کہ جب ہم یہ حدیث منکرین شان رسالت کو سناتے ہیں تو وہ دلائل الخیرات کو ایک معمولی کتاب اور اس کے مصنف پر رکیک حملے کرکے جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں، علاوہ ازیں دلائل الخیرات شریف ان کے تمام اکابر پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ اس کے متعلق مزید تفصیل فقیر نے رسالہ سماع الصلوٰۃ میں بیان کردی ہے۔ (اویسی غفرلہٗ)

فَقَالَ اَسْمَعُ اَهْلَ مَحَبَّتِیْ وَ اَعْرِفُہُمْ وَتُعْرَضُ عَلَیَّ صَلٰوۃُ غَیْرِہِمْ عَرْضًا۔

(ترجمہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا گیا کہ جو آپ غائبانہ درود شریف پڑھتے ہیں یا وہ لوگ جو ابھی پیدا نہیں اور پھر وہ لوگ پر درود شریف پڑھیں گے تو ان کا آپ کے ہاں کیا حال ہے، آپ نے فرمایا کہ میں اہل محبت کا درود شریف خود سنتا ہوں اور ان کے غیر کا درود پیش کیا جاتا ہے۔"

وہ جو دوسری روایات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق درود شریف ملائکہ کے ذریعے پہنچانے کا آیا ہے، اس سے عدمِ سماع ثابت نہیں ہوتا جبکہ ہمارے اعمال روزانہ اللہ تعالٰے کی بارگاہ میں ملائکہ پیش کرتے ہیں۔ فقیر نے مزید تفصیل اپنے رسالہ "سماع الصلوٰۃ" میں درج کی ہے۔

فائدہ

صلی اللہ علیہ وسلم بھی درود شریف کے صیغوں میں ایک صیغہ ہے چنانچہ کتاب الصلوٰۃ میں سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو کوئی مومن "صلی اللہ علی (سیدنا) محمد" کا ورد کرے تو اس کی برکت سے اس کے دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں اور قسم ہے حق تعالٰے کی کہ لوگ محبت اس لئے کریں گے کہ وہ حق تعالٰے کا محبوب ہوگا۔

اسی طرح دوسری روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص "صلی اللہ علی (سیدنا) محمد" کا ورد کرے اس کا قلب نفاق سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے پانی سے کپڑا۔ (ذکرہ فی کتاب الصلوٰۃ)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تم کسی مجلس

مجلس میں بیٹھتے ہوئے پڑھو بسم اللہ الرحمن الرحیم صلی اللہ علی (سیدنا) محمد، تو اللہ تعالےٰ تم پر رحمت کا ایک ایسا فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو تمہیں غیبت سے روکے گا۔ (کذا فی کتاب الصلوٰۃ والبشر)

چونکہ فقیر نے درود و سلام کے احکام و فضائل میں ایک مبسوط کتاب لکھی ہے اس لیے ان فضائل و مسائل پر اکتفار کر کے اب چند ایک حکایات نقل کرتا ہے جس میں کتابتِ صلوٰۃ پر انعام اور ترکِ کتابت میں سزا کا بیان ہے۔

باب سوم در حکایات

حکایت نمبر۱ : حضرت حفص بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ میں نے محدثِ جلیل القدر حضرتِ ابو ذرعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعد خواب میں دیکھا کہ وہ پہلے آسمان پر ہیں اور فرشتوں کی امامت فرما رہے ہیں، میں نے ان سے عرض کی کہ آپ نے یہ عالی مرتبہ کس طرح پایا؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ہزارہا احادیث تحریر کی ہیں اور ہر حدیث میں لکھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجے تو اس پر دس مرتبہ اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے، اس حساب سے اتنا اجرِ عظیم حق تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ (جذب القلوب عن جمع الجوامع للسیوطی والبدیع)

حکایت نمبر۲ : جذب القلوب میں یہ بھی تحریر ہے کہ حدیث کے ایک طالب علم کو خواب میں دیکھا گیا کہ وہ کہہ رہا ہے مجھے اللہ تعالےٰ نے بخش دیا ہے اور ان سب اہلِ مجلس کو بھی جو حدیث سنتے تھے، اس درود شریف کی برکت سے جو ہر حدیث کے ساتھ پڑھا جاتا تھا (یعنی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل)

حکایت نمبر۳ : عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ مجھے بعض صوفیاء نے کہا کہ میرا ایک دوست

فوت ہوا، میں نے خواب میں اسے دیکھ کر پوچھا مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ ؟ "تیرے ساتھ
للہ تعالٰے نے کیا معاملہ فرمایا" تو اس نے جواب میں بتایا غفر لی "مجھے اللہ تعالیٰ نے
بخش دیا" میں نے پوچھا بخشش کا سبب کیا ہے ؟ تو اس نے کہا کُنْتُ اَکْتُبُ
الْحَدِیْثَ فَاِذَا جَاءَ ذِکْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَتَبْتُ عَقْبَ اسْمِہٖ
صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ الثَّوَابَ فَغَفَرَ اللّٰہُ لِیْ بِذٰلِکَ
(مطالع ص ۳۷) "یعنی حدیث شریف لکھتے وقت میری عادت یہ تھی کہ جب نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی آتا تو آپ کے اسمِ گرامی کے بعد میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیتا
اس میں نیت محض حصولِ ثواب کی تھی، اسی بنا پر اللہ تعالٰے نے مجھے بخش دیا۔"

حکایت نمبر ۴ : حافظ ابو عبداللہ سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالٰے عنہما سے مرفوعاً روایت
کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں بیان فرمایا کہ صاحب الخلقان کے خلف نے
کہا ہمارا ایک دوست تھا جو ہمارے ساتھ حدیث پڑھتا تھا، بہ تقدیر ربانی وہ فوت ہو گیا
میں نے اسے دیکھا کہ سبز رنگ کا لباس پہنے ہوئے ہے اور نہایت مستغنیانہ طور
پر ٹہل رہا ہے۔ میں نے کہا اَلَسْتَ صَاحِبِیَ الَّذِیْ کُنْتَ تَطْلُبُ مَعِیَ الْحَدِیْثَ
فَمَا ھٰذَا الَّذِیْ اَرٰی" اے فلاں تو وہ نہیں جو میرے ساتھ حدیث شریف کا
علم حاصل کرتا تھا، ماشاء اللہ یہ مرتبہ کہاں سے ملا؟ اس نے کہا کَتَبْتُ مَعَکُمُ
الْحَدِیْثَ فَلَمْ یُمَیِّزْ لِیْ حَدِیْثٌ فِیْہِ ذِکْرُ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم
اِلَّا کَتَبْتُ بِاِثْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَافَانِیْ رَبِّیْ بِھٰذَا الَّذِیْ تَرَاہُ
عَلَیَّ۔" تمہیں معلوم ہے کہ جب میں کوئی حدیث شریف لکھتا جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا اسمِ گرامی آتا تو میں اس کے ساتھ "صلی اللہ علیہ وسلم" ضرور لکھتا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے
اس کے طفیل یہ مرتبہ عنایت فرمایا ہے جس کو تم دیکھ رہے ہو۔ (نقلہ ابن لودعہ)

حکایت نمبر ۵ : محمد ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو خواب میں

دیکھا اور ان سے عرض کی یَا اَبَتِ مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ؟" اباجی اللہ تعالےٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا ہے؟" والد ماجد مرحوم نے جواباً فرمایا کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے بخش دیا ہے! میں نے پوچھا کس سبب سے؟ انہوں نے فرمایا بِکِتَابَتِیَ الصَّلٰوۃَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ کُلِّ حَدِیْثٍ" صرف اس لئے کہ میں ہر حدیث لکھتے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمِ گرامی کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا۔

حکایت نمبر ۶: حضرت ابو صالح عبداللہ بن صوفی فرماتے ہیں کہ ایک حدیث دان بزرگ کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا گیا اور ان سے دریافت کیا گیا مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ "آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟" انہوں نے فرمایا مجھے اللہ تعالےٰ نے بخش دیا! عرض کی گئی کس بنا پر؟ انہوں نے فرمایا بِصَلَاتِیْ فِیْ کِتَابِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" صرف اس لئے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا۔

(ف) یہ تمام حکایات مطالع المسرات سے لی گئی ہیں۔

حکایت نمبر ۷: صاحبِ دلائل الخیرات رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارا ہمسایہ ایک کاتب تھا، اس کا انتقال ہوگیا۔ میں نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا مجھے بخش دیا گیا ہے، سبب دریافت کیا تو فرمایا کُنْتُ اِذَا کَتَبْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ کِتَابٍ صَلَّیْتُ فَاَعْطَانِیْ رَبِّیْ مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ" میری عادت تھی کہ جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی لکھتا تو درود شریف پڑھ لیا کرتا تھا تو اللہ تعالےٰ نے ایسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل پر ایسی بات کھٹکی!

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ درود شریف پڑھنے اور لکھنے والے کا بہت بڑا

مرتبہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر نام کے ساتھ لفظِ صلی اللہ علیہ وسلم لکھے اور نہ صرف لکھنے پر اکتفاء کرے بلکہ زبان سے بھی درود شریف پڑھے۔

(ف) مطالع المسرات میں ہے کہ اس بعض سے حضرت عبیداللہ بن عمر قواریری رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔ وہ بہت بڑے محدث تھے۔ حضرت احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ وابن خیثمہ رحمہم اللہ تعالےٰ کے طبقہ کے تھے۔ اسماءِ رجال کے تراجم پر مستند تصنیف فرمائی۔ عبید اللہ بالتصغیر پڑھا جائے اور قواریری بفتح القاف، وذکرہ السخاوی فی المقاصد ص ۱۱۱ مختصراً۔

حکایت نمبر ۸ : حضرت ابوالفضل الکندی سے وصال کے بعد حضرت عیسیٰ بن عباد نے خواب میں دریافت کیا کہ حق تعالےٰ نے کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے ہاتھ کی صرف دو انگلیوں نے نجات دلائی ہے۔ حضرت عیسیٰ بن عباد نے تعجب و حیرانی سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا بات یہ ہے کہ جب میں کتاب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھتا تھا تو آپ کے اسمِ گرامی کے بعد صلے اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا۔

(ف) چونکہ لکھنے کا کام کم از کم دو انگلیوں سے ہوتا ہے اس لئے ان بزرگ نے فرمایا کہ میری نجات دو انگلیوں کے ذریعہ عمل میں آئی۔

حکایت نمبر ۹ : حضرت ابوطاہر فرماتے ہیں کہ میری عادت تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ مبارک کے ساتھ درود شریف نہ لکھتا تھا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور آپ کی طرف متوجہ ہو کر سلام عرض کیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چہرہ مبارک پھیر لیا۔ پھر میں دوسری طرف سے گھوم کر سامنے آیا لیکن آپ نے پھر بھی چہرۂ انور پھیر لیا، میں نے تیسری مرتبہ آپ کے سامنے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ سے چہرۂ پاک کیوں پھیر لیتے ہیں؟ (یعنی ناراضگی کا سبب دریافت کیا) آپ نے ارشاد

فرمایا اس لئے کہ جب تو میرا ذکر کرتا ہے تو مجھ پر درود نہیں بھیجتا۔ حضرت ابو طاہر فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس واقعہ سے تنبہ ہوا اور اسی وقت سے معمول بنا لیا کہ آپ کے اسم گرامی کے ساتھ ہمیشہ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیراً کثیراً تحریر کرتا ہوں۔ (کتاب الصلوٰۃ)

حکایت نمبر ۱۰ : حضرت ابو زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حدیث شریف لکھتا تھا اور کاغذ کی بچت کے لحاظ سے آپ کے اسم گرامی کے ساتھ درود شریف نہیں لکھتا تھا، اس کی اس بے ادبی کی وجہ سے اس کے داہنے ہاتھ میں زخم آکلہ ہو گیا جس سے اس کا ہاتھ گل گیا۔ (نعوذ باللہ من غضبہ ونصلی ونسلم علی حبیبہ)

حکایت نمبر ۱۱ : شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص صرف صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ پر اکتفاء کرتا اور وَسَلَّمَ نہ لکھتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خواب میں فرمایا کہ تو اپنے آپ کو چالیس نیکیوں سے کیوں محروم رکھتا ہے؟ یعنی وَسَلَّمَ میں چار حرف ہیں اور ہر حرف پر ایک نیکی اور ہر نیکی پر دس گنا ثواب ہے تو وَسَلَّمَ میں چالیس نیکیاں ہو گئیں۔

(ف) اور جو محروم القسمۃ سالم درود شریف (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھنے پڑھنے سے غفلت یا سستی کرے اس کا کیا حال ہوگا، اللہ تعالےٰ سمجھ دے آمین۔

حکایت نمبر ۱۲ : ابن ابی سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا مجھے بخش دیا ہے۔ میں نے پوچھا کس عمل سے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں ہر حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے بعد درود شریف لکھتا تھا۔ (بدیع)

حکایت نمبر ۱۳ : حضرت ابراہیم نسفی کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ میں نے آنحضور علیہ السلام کو اپنے سے منقبض پایا تو جلدی سے دست اقدس پکڑ کر بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تو حدیث پاک کے خدام سے ہوں اہلسنت ہوں اور مسافر ہوں! حضور علیہ السلام نے تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جب تو مجھ پر درود

بھیجتا ہے تو سلام کیوں ترک کرتا ہے؟ اس کے بعد میرا معمول ہو گیا کہ میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے لگا۔ (بدیع)

حکایت نمبر ۱۴ : حضرت سفیان بن عیینہ حضرت خلف سے روایت کرتے ہیں کہ میرا ایک دوست تھا جو میرے ساتھ حدیث پڑھا کرتا تھا، اس کا انتقال ہو گیا، میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ سبز رنگ کے نئے کپڑے پہن کر دوڑتا پھر رہا ہے، میں نے پوچھا کہ تو حدیث شریف پڑھنے میں ہمارے ساتھ تھا، یہ اعزاز و اکرام تجھے کس بات پر ملا ہے؟ اس نے کہا حدیثیں تو میں تمہارے ساتھ ہی لکھا کرتا تھا لیکن جب حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آتا تو میں اس کے نیچے صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے مجھے یہ اعزاز بخشا جسے تم دیکھ رہے ہو۔ (بدیع)

حکایت نمبر ۱۵ : حضرت ابو سلیمان محمد بن الحسین حرانی فرماتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک صاحب تھے جن کا نام فضل تھا، بہت کثرت سے نماز و روزہ میں مشغول رہتے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ میں حدیث شریف لکھا کرتا تھا لیکن اس میں درود شریف نہیں لکھتا تھا۔ وہ خود کہتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے فرمایا کہ جب تو میرا نام اقدس لکھتا یا پڑھتا ہے تو درود شریف کیوں نہیں پڑھتا؟ اس کے بعد انہوں نے درود شریف کا اہتمام شروع کر دیا۔ اس کے کچھ دن بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر زیارت ہوئی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا درود شریف میرے پاس پہنچتا ہے، جب تو میرا نام لے تو صلی اللہ علیہ وسلم کہا کر۔ (بدیع)

حکایت نمبر ۱۶ : یہی ابو سلیمان اپنے متعلق ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو سلیمان جب تو میرا نام لیتا ہے اور اس پر درود شریف بھی پڑھتا ہے تو وسلم کیوں نہیں کہتا؟ یہ چار حرف ہیں اور ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں، اس معنی پر وہ بندہ خدا چالیس

نیکیاں چھوڑ دیتا ہے۔ (بدیع)

خاتمہ

فصلِ اول، اکابرینِ دیوبند

عموماً اہلِ سنت تو اس کے عامل ہیں ہی، اکابرِ دیوبند بھی ایسے ہی کہتے ہیں جیسے ہم کہتے ہیں۔

۱۔ سید سلیمان ندوی نے سیرۃ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ "صلعم" کے اختصار کے بجائے پورا صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کے کیا گیا تاکہ اس تساہل سے درود پڑھنے کی برکت سے ناظرین کو محرومی نہ ہو، طبع دوم ص ۴۔ پھر ص ۴ طبع دوم دیباچہ طبع چہارم کتب احادیث مصر مثلاً بخاری وغیرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی واسمِ گرامی کے ساتھ نمایاں طور پر صلی اللہ علیہ وسلم نظر آتا ہے"۔

۲۔ مولوی سید حسن خلف مولوی بنیہ حسن مدرس دار العلوم دیوبند نے لکھا کہ:
"نام مبارک رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ درود شریف لکھنے کے لئے صلی اللہ علیہ وسلم ہی ماثور ہے بالخصوص جبکہ احادیث نقل کی جائیں اور اس کا ثبوت روایاتِ مرفوعہ میں موجود ہے غالباً اسی وجہ سے علماءِ حدیث نے ہر حدیث کے ساتھ درود وسلام کے لئے صیغہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار فرمایا ہے۔" (ہبۃ النسیم ص ۶۵)

۳۔ مفتی محمد شفیع نے تنقیح الکلام میں بھی ایسے ہی لکھا جبکہ مولوی سید حسن نے اسی سے عبارتِ مذکورہ لکھی۔

۴۔ وہی مولوی سید حسن ایک جگہ پر لکھتا ہے:
"کتاب الصلوٰۃ میں علماءِ حدیث کے چند واقعات اس قسم کے ہیں کہ وہ حدیث

کے ساتھ صرف صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم رؤیا میں ان کو اس پر تنبیہ فرمائی کہ وسلم کیوں نہیں لکھتے۔ اس تنبیہ کے بعد ان حضرات نے ہر حدیث کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا شروع کر دیا۔" (ہب النسیم ص ۹۴)

اقول

(ف) غور فرمائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف لفظِ وسلّم ترک کرنے پر ناراض ہوئے تو معلوم سالم درود شریف ترک کر کے صرف صلعم وغیرہ لکھنے سے کتنا ناراض ہوتے ہوں گے۔

۵۔ اسی مولوی سید حسن نے ایک اور جگہ لکھا ہے کہ:

" اگر چند بار اسم مبارک لکھنے کا اتفاق ہو جیسے کہ علم حدیث کے لکھنے والوں کو ہوتا ہے تو چاہیئے کہ ہر اسم مبارک کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم پورا لکھے، ایسا نہ کرے کہ صرف صلی اللہ علیہ یا محض صلعم لکھ دے یا فقط ص کی علامت نام مبارک کے ساتھ بنائے کیونکہ یہ ادب کے خلاف ہے۔" (ہب النسیم ص ۶۳)

۶۔ اسی سید حسن نے مزید لکھا ہے کہ:

" جب اسم مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ لکھے تو صلوٰۃ وسلام ضرور لکھے اور زبان سے بھی درود شریف پڑھے، صرف لکھنے پر اکتفا نہ کرے، محض اسم مبارک تحریر کرنا اور صلوٰۃ وسلام نہ لکھنا بڑی گستاخی اور بڑی محرومی ہے۔"

یہ حوالہ جات اس 'ہب النسیم' کے ہیں جسے کتاب الصلوٰۃ والبشر کا خلاصہ بتایا گیا ہے جس کے مصنف حضرت مجدالدین فیروزآبادی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے اسے غارِ ثور شریف میں بیٹھ کر تحریر فرمایا اور اس کا نام ہب النسیم دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی نے ہی رکھا تھا، مزید براں اس پر مولوی اعزاز علی اور مفتی محمد شفیع دیوبندی کی تقریظیں موجود ہیں۔

۷۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی نے 'زاد السعید' میں فقیر کی نقل کردہ

چند باتیں لکھی ہیں اور لکھا ہے :

" جب اسم مبارک (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) لکھے، صلوٰۃ وسلام بھی لکھے یعنی صلی اللہ علیہ وسلم پورا لکھے، اس میں کوتاہی نہ کرے، صرف صم یا صلعم پر اکتفا نہ کرے "۔

پھر لکھا کہ ایک شخص حدیث شریف لکھتا تھا اور بسبب بخل نام مبارک کے ساتھ درود شریف نہ لکھتا تھا اس کے سیدھے ہاتھ کو مرض آکلہ عارض ہوا یعنی اس کا ہاتھ گل گیا "

۸ - دیوبندیوں کے شیخ الحدیث مولوی محمد زکریا کاندھلوی نے ایک رسالہ "فضائل درود شریف" لکھا ہے اس میں اس نے فقیر کی تمام مرویہ روایات وحکایات لکھ کر مذکورہ تنبیہ بھی لکھی ہے۔

علاوہ ازیں ان کے مولویوں کی اور بھی تصریحات ملتی ہیں لیکن سمجھدار کے لئے اتنا کافی ہے، اور یہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے کہ جس سے کوئی ضد میں پھنس جائے۔ ان تصریحات سے امید رکھی جاسکتی ہے کہ وہ اپنی باغی جماعت (مودودی) کو کچھ سمجھا سکے اور وہ بھی انہیں جو جماعت میں نئے بھرتی ہوں گے اور جن پر مودودی صاحب ماڈرن اسلام کے اثرات پڑجائیں گے، اس کے لئے مشکل ہوجائے گا، واللہ یہدی من یشاء من عبادہ وہو اللطیف الخبیر۔

فصلِ دوم در فوائدِ ضروریہ

۱۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اپنی زبان سے ادا کرے تو اس سے قبل "سیدنا" کہنا چاہیئے، اسی طرح لکھتے وقت لفظ سیدنا اسم مبارک سے قبل تحریر کرنا بہتر اور موجبِ ثواب ہے چنانچہ در مختار ج ا ص ۹،۴ میں ہے وَنُدِبَ السِّیَادَۃُ لِاَنَّ زِیَادَۃَ الْاِخْبَارِ بِالْوَاقِعِ عَیْنُ سُلُوْکِ الْاَدَبِ فَهُوَ اَفْضَلُ مِنْ تَرْکِهٖ۔

(ف) لفظِ 'سیدنا' اگرچہ روایاتِ مرفوعہ صحیحہ میں موجود نہیں لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے درود شریف کا جو صیغہ تعلیم فرمایا اس کے الفاظ میں اللّٰھم صل علیٰ سید المرسلین امام المتقین خاتم النبیین الخ موجود ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر سے صیغۂ درود شریف میں سید المرسلین امام المتقین خاتم النبیین کے الفاظ منقول ہیں۔ (ذکرہ فی شفاء السقام)

(مسئلہ) نماز میں التحیات اور درودِ ابراہیمی میں بھی لفظِ 'سیدنا' کا اضافہ جائز ہے۔ (درمختار)

تنبیہ

ہمارے ہاں بعض جہّال کی عادت ہے کہ وہ اذان میں بھی 'سیدنا' کے لفظ کا اضافہ کرتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔

سوال: جب نماز میں 'سیدنا' کا اضافہ جائز ہے تو اذان میں کیوں ناجائز ہے حالانکہ اذان تو نماز سے کم درجہ کی عبادت ہے اور نماز اعلیٰ درجہ کی، جب نماز (اعلیٰ) میں جائز ہے تو اذان میں بھی جواز ہونا چاہیئے۔

جوابِ ۱: مسائلِ شرعیہ ہمارے قیاس سے وراء ہیں، نماز کے لئے فقہاء نے تصریح کی ہے، اذان کے لئے نہیں۔

۲: اذان ایک اعلان ہے جو ہر ایک سنتا ہے، جب اذان عباداتِ متعینہ میں اضافہ ہوگا تو عوام کو دین کی باتوں میں شک اور تردد ہوگا اور عوام کو ایسے شکوک و شبہات سے بچانا لازمی ہوتا ہے جیسے کہ شرعِ مطہر کا قانون ہے۔

۳: اذان میں اضافہ سے شیعوں سے مشابہت ہو گی کیونکہ وہ بھی اذان میں چند کلمات کا اضافہ کرتے ہیں، اگرچہ وہ ان کلماتِ مضافہ کو اذان کا جزء نہیں مانتے اور ہمارے اس اضافہ سے تو یہ لفظ اذان کا لاجزء بن جائے گا اور شرع میں قاعدہ ہے کہ کسی ایسی عبادت

میں اضافہ حرام ہے یہی وجہ ہے کہ اذان کے اختتام پر محمد رسول اللہ ؐ کا اضافہ ناجائز ہے حالانکہ محمد رسول اللہ تو کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا جزء ہے لیکن چونکہ اذان میں متعینہ کلمات کا اضافہ ناجائز ہے اسی لئے جب وہ اہم کلمات میں نہیں پڑھے جا سکتے یونہی لفظِ "سیدنا" بھی، باوجودیکہ وہ کلمات اذان کے آخر میں ہیں اور لفظِ "سیدنا" اذان کے درمیان میں ہے۔

صحابہ کرام اور آلِ عظام اور ازواجِ مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے مستقلاً درود شریف پڑھنا اور لکھنا مثلاً سیدنا علی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور علیہ السلام کہنا اور لکھنا اکثر علمائے کرام کے نزدیک درست نہیں البتہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع کر کے صلوٰۃ وسلام بھیجنا اور پڑھنا درست ہے جیسے عام طور پر ہم پڑھتے اور لکھتے ہیں اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد پھر اس صورت میں تمام مؤمنین اور مؤمنات کو بھی درود شریف میں شامل کر سکتے ہیں چنانچہ صیغۂ درود اس طرح مروی ہے اللّٰھم صل علیٰ (سیدنا) محمد عبدک ورسولک وصل علی المؤمنین و المؤمنات والمسلمین و المسلمات (ہب النسیم ص ۶۵، ۶۶) اس موضوع پر فقیر کی ایک تالیف ہے۔

(ف) اس سے دیوبندیوں اور وہابیوں کا وہ اعتراض اٹھ گیا جو کہتے ہیں کہ بریلوی حضراتِ اہلسنت اپنے پیروں اور مولویوں پر درود پڑھنا جائز مانتے ہیں مثلاً یہ کہتے ہیں کہ: اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمّد وسیدنا وہادینا ومرشدنا ومخدومنا حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب، اور اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے متعلق کہا گیا ہے :

مجدّدِ دین وملت پہ لاکھوں سلام

دیوبندیوں کا یہ اعتراض مبنی پر جہالت مبنی ہے جس کی تحقیق فقیر نے اپنے رسالہ "دیوبندی کون ہیں؟" میں مفصل طور پر عرض کر دی ہے۔

بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے کسی ولی اللہ یا عالمِ دین پر صلوٰۃ وسلام پڑھا ہے تو تبعاً لیکن

انہوں نے تو اپنے مولویوں پر براہِ راست درود پڑھا ہے چنانچہ دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرفعلی تھانوی نے اپنے رسالہ 'الامداد' (ماہِ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۵) میں اپنے متعلق درود پڑھنے کی اجازت دی ہے چنانچہ درود کے الفاظ یہ ہیں :

"اللھم صل علیٰ سیدنا و نبینا مولانا اشرفعلی الخ"

اسی طرح جمعیۃ العلمار اسلام کے ترجمان اسلام، لاہور نے اپنے مولوی حسین احمد مدنی کے متعلق حسبِ ذیل درود شائع کیا :

صل علیٰ شیخ الھدیٰ یا ربنا و اجعلہ مالک نعمۃ الرضوان۔

"اے ہمارے رب شیخ الھدیٰ (حسین احمد مدنی) پر درود بھیج اور انہیں نعمتِ جنت کا مالک بنا دے۔" [1]

اور کتاب "رشید بن رشید" جس پر اکابرِ دیوبند کی تصدیقیں ہیں، میں لکھا گیا ہے : "صل علیٰ امیر المومنین یزید الخ" بہرحال ہمارا مسلک یہ ہے کہ الصلوٰۃ اور السلام کا اطلاق انبیاء و ملائکہ کے بغیر کسی اور پر اصالۃً جائز نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے البتہ بالتبع اطلاق کرنا جائز ہے۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۵ میں لکھتے ہیں :

قَالَ النَّوَوِیُّ الصَّحِیْحُ اَنَّ الصَّلٰوۃَ عَلٰی غَیْرِ الْاَنْبِیَاءِ اِبْتِدَاءً مَکْرُوْھَۃٌ کَرَاھَۃَ تَنْزِیْہٍ لِاَنَّہٗ شِعَارُ اَھْلِ الْبِدَعِ وَقَدْ نُھِیْنَا عَنْہُ وَقَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ الْجُوَیْنِیُّ اَلسَّلَامُ کَالصَّلٰوۃِ یَعْنِیْ لَا یَجُوْزُ عَلٰی غَیْرِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمَلَائِکَۃِ اِلَّا تَبَعًا۔

---

[1] روزنامہ ترجمانِ اسلام، ۲۰ تا ۲۳ جنوری ۱۹۵۸ء، ص ۷

فصلِ سوم تنبیہ

عوام میں بالعموم اور جہاں دیوبندیوں میں بالخصوص یہ خیال راسخ ہے کہ صحابہ کرام کے علاوہ اولیاء اللہ اور علمائے ملت پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اطلاق ناجائز ہے۔ ان کا یہ خیال بھی بالکل غلط ہے اور مبنی بر جہالت ہے جبکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں متعدد مقامات پر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور رضی اللہ عن المؤمنین فرمایا ہے اور علمائے ملت نے اپنی کتب میں بارہا تصریح فرمائی ہے چنانچہ امام نووی شارحِ مسلم رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:

يُسْتَحِبُّ التَّرَضِّيْ وَالتَّرَحُّمُ عَلَى الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَالْعِبَادِ وَسَائِرِ الْأَخْيَارِ (مطالع المسرات ص ۱۰۴)

صحابہ کے غیر پہ ترضی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا) کے منکرین کا رد کرتے ہوئے علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَمَّا قَوْلُ بَعْضِ الْعُلَمَاءِ اَنَّ التَّرَضِّيَ خَاصٌّ بِالصَّحَابَةِ وَيُقَالُ فِيْ غَيْرِهِمْ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَقَطْ فَلَيْسَ كَمَا قَالَ بَلِ الصَّحِيْحُ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْجُمْهُوْرُ اِسْتِحْبَابُهُ وَدَلَائِلُهُ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصَرَ

(مطالع المسرات ص ۱۰۴)

۳۔ مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم لکھتے ہیں:

اَلْاِسْتِفْسَارُ، لَوْ تَرَحَّمَ عَلٰى اَسْمَاءِ الصَّحَابَةِ وَتَرَضّٰى عَلٰى اَسْمَاءِ التَّابِعِيْنَ هَلْ يَجُوْزُ ذٰلِكَ الْاِسْتِبْشَارُ، نَعَمْ لٰكِنَّ الْاَوْلٰى عَكْسُهُ كَمَا فِيْ اٰوَاخِرِ تَنْوِيْرِ الْاَبْصَارِ۔ (نفع المفتی ص ۱۱۷)

۴۔ امام جلیل حضرت علامہ نووی قدس سرہ مقدمہ شرح مسلم ص ۲۰ میں فرماتے ہیں:

يستحب لكاتب الحديث ...... يقول فى صحابى رضى الله عنه فان كان صحابيا ابن صحابى قال رضى الله عنهما وكذلك

یترضی و یترحم علی سائر العلماء والاخیار و یکتب کل ھذا وینبغی للقاری ان یقرء کل ما ذکرناہ الخ۔

یعنی "لکھنے والے کے لئے مستحب ہے کہ جب صحابی کا ذکر آئے تو رضی اللہ عنہ لکھے اور اگر صحابی ابن صحابی کا ذکر آئے تو رضی اللہ عنہما لکھے اور اسی طرح تمام علماء و اخیار کے لئے بھی رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ لکھے اور پڑھنے والے کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی اسی طرح سب کچھ پڑھے جس طرح ہم نے ذکر کیا ہے۔"

اس ارشاد کے بعد یہی امام خود ہی علماء کرام کے لئے بھی رضی اللہ عنہم کہتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں: ھو عادۃ العلماء رضی اللہ عنہم (مقدمہ مسلم ص ۲۱)

(ف) امام موصوف الصدر کی اس تحریر سے واضح ہوا کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشائخ و علماء کے لئے لکھنا علماء کا کام ہے اور اس پر اعتراض کرنا جاہلوں کا طریقہ ہے۔

مفسر شہیر صاحب روح البیان حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی بڑی وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں:۔

يَسْتَحِبُّ التَّرَضِّيْ وَالتَّرَحُّمُ عَلَى الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْعِبَادِ وَسَائِرِ الْأَخْيَارِ فَيُقَالُ أَبُوْبَكْرٍ وَأَبُوْحَنِيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَوْ رَحِمَهُ اللهُ أَوْ نَحْوُ ذٰلِكَ فَلَيْسَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَخْصُوْصًا بِالصَّحَابَةِ بَلْ يُقَالُ فِيْهِمْ رَحِمَهُمُ اللهُ أَيْضًا.... وَقَالَ الْإِمَامُ الْيَافِعِيُّ فِيْ تَارِيْخِهِ وَالَّذِيْ أَرَاهُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ وَالتَّرَضِّيْ وَالتَّرَحُّمِ وَالْعَفْوِ فَالصَّلٰوةُ مَخْصُوْصَةٌ عَلَى الْمَذْهَبِ الصَّحِيْحِ بِالْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالتَّرَضِّيْ مَخْصُوْصٌ بِالصَّحَابَةِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَالتَّرَحُّمُ لِمَنْ دُوْنَهُمْ وَالْعَفْوُ لِلْمُذْنِبِيْنَ۔

(ترجمہ) "صحابہ کرام و تابعین اور ان سے بعد کے علماء و عابدین و تمام اخیار کے لئے رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ کہنا مستحب ہے پس ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی کہا جاتا ہے اور رحمۃ اللہ

علیہ بھی کہا جاسکتا ہے، اسی طرح ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی کہا جاتا ہے اور رضی اللہ عنہ بھی کہا جاسکتا ہے اور اسی طرح کے دیگر کلمات اور چونکہ رضی اللہ عنہ صرف صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے لہذا ان کے لئے رحمہ اللہ بھی کہا جاسکتا ہے (اور ان کے علاوہ دیگر بزرگانِ دین کے لئے رضی اللہ عنہ بھی کہا جاسکتا ہے ۔۔۔۔۔ امام یافعی اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک صلی اللہ علیہ وسلم، رضی اللہ عنہ، رحمۃ اللہ علیہ اور عفا اللہ عنہ میں فرق ہے پس صلی اللہ علیہ وسلم تو مذہب صحیح پر حضرات انبیاء و ملائکہ کے لئے مخصوص ہے اور رضی اللہ عنہ حضرات صحابہ و اولیاء و علماءِ کرام کے لئے مخصوص ہے اور رحمۃ اللہ علیہ دیگر مؤمنین صالحین کے لئے ہے اور عفا اللہ عنہ گنہگاروں کے لئے ہے۔"

(تفسیر روح البیان ج ۷، ص ۲۲۸)

ائمہ دین، علماءِ اعلام اور مفسرینِ کرام کی ان روشن تصریحات و دلائل و حقائق کی روشنی میں یہ کہنا کہ مشائخ و علماء کے لئے رضی اللہ عنہ لکھنا ممنوع و ناجائز اور صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کی توہین ہے، صرف ضد و حسد و جہالت و ہٹ دھرمی ہے۔

فقیر کا تجربہ ہے کہ مخالفین کو قرآنِ پاک و حدیث شریف اور ائمہ کی تصریحات کے لگادو ہرگز نہیں مانیں گے، وہی ہانکیں گے جو انہیں ان کے اپنے بڑوں نے بتایا ہوگا، اس لئے انہیں بجائے قرآن و حدیث و دیگر ائمہ محدثین و مفسرین و فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات کے اپنے بڑوں کا حوالہ دکھا دیا جائے تو مانتے پھر بھی نہیں البتہ اُنکے شور و غل سے کچھ عرصہ کے لئے نجات مل جاتی ہے۔

حوالہ جات اکابرِ دیوبند

- دار العلوم دیوبند کا سرکاری ترجمان ماہنامہ "دار العلوم" اپنے مولوی حسین احمد مدنی کے متعلق لکھتا ہے :-

رضی اللہ عنہ حسین احمد

(دار العلوم دیوبند مارچ ۱۹۵۸ء ص ۴۶)

- یہی ماہنامہ "دار العلوم" ابو الکلام آزاد کے متعلق لکھتا ہے :-

"اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو" (رضی اللہ عنہ) (حوالہ مذکورہ بالا ص ۴۵)

- دیوبندیوں کا ہفت روزہ خدام الدین لاہور، مولوی حسین احمد مدنی کے متعلق لکھتا ہے :-

"رضی اللہ عنہ حسین احمد" (شمارہ ۲۴ جنوری ۱۹۵۸ء ص ۳۳)

- تفسیر آیۂ کریمہ مؤلفہ ابن تیمیہ میں لکھا ہے :

"شیخ الاسلام تقی الدین ابی العباس احمد بن تیمیہ رضی اللہ عنہ وارضاہ"

- نواب صدیق حسن بھوپالوی کی تصنیف نہج المقبول ص ۲ پر لکھا ہے :

"شیخ الاسلام قاضی محمد بن علی شوکانی رضی اللہ عنہ"

- نواب صاحب کی دوسری تصنیف الروض الخصیب ص ۲ پر محمد بن اسمٰعیل اور قاضی شوکانی کے لئے رضی اللہ عنہما مذکور ہے۔

- نواب صاحب کی تیسری تصنیف المقالۃ الفصیحۃ کے ص ۸۸ اور ۱۰۵ پر بھی غیر صحابہ کے لئے رضی اللہ عنہم اور رضی اللہ عنہ لکھا گیا ہے۔

تازہ حوالہ :- شروع نومبر میں موچی دروازہ لاہور میں جمعیت اہل حدیث کی جو کانفرنس ہوئی تنظیم اہلحدیث نے بھی اس کا اعلان بڑے اہتمام سے شائع کیا۔ اس کانفرنس کے صدر مولوی محب اللہ صاحب کا جو خطبۂ صدارت شائع ہوا ہے اس میں لکھا ہے :

"مولانا عبد الجبار صاحب غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی، مولانا حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی وغیرہم رحمہم اللہ ورضی عنہم اجمعین"

(الاعتصام ۲۸ شعبان المعظم)

اس کے ساتھ دیوبندیوں کے بڑے بھائی وہابیوں کا ایک مزید حوالہ بھی لیجئے تاکہ یہ دونوں پارٹیاں ہمارے خلاف زہر اگلتے وقت ان حوالہ جات کو دیکھ کر اپنی جہالت پر ماتم کریں۔

- مرکزی جمعیۃ اہلِ حدیث کا ترجمان ہفت روزہ الاعتصام لاہور، صاحبِ تقویۃ الایمان کے متعلق لکھتا ہے:

"حضرت علامہ و مجدد (اسمٰعیل) شہید رضی اللہ عنہ" (۷ر مارچ ۱۹۵۸ء)

ناظرینِ کرام یہ ہے مخالفینِ اہلِ سنت کی دیانت کا حال کہ اکابر علماءِ اہلِ سنت کے متعلق تو رضی اللہ عنہ سن کر آگ بگولا ہو جاتے ہیں لیکن اپنے مولویوں کو کھلم کھلا رضی اللہ عنہ کہتے اور بقولِ خود جی بھر کر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی توہین و ممنوع و ناجائز کام کا ارتکاب کرتے ہوئے ذرا بھی نہیں شرماتے، اگر واقعی شرعاً غیر صحابی کو رضی اللہ عنہ کہنا ناجائز و ممنوع اور گناہ و توہین ہے تو پھر مولوی ابوالکلام آزاد، اسمٰعیل دہلوی اور حسین احمد مدنی کو کس قانون کے مطابق رضی اللہ عنہ کہا جا رہا ہے؟ کیا وہابی حضرات کے لئے کوئی جدید شریعت نازل ہوئی ہے جس نے انہیں اپنے مولویوں کے لئے رضی اللہ عنہ کی اجازت دی ہے اور اپنے غیروں کے لئے ناجائز قرار دیا ہے؟

ایک دفعہ ہمارے ہاں ہمارے کسی مقرر نے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے رضی اللہ عنہ کہہ دیا، اس پر بہاولپور کی دیوبندی وہابی پارٹی نے ہر جگہ اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کے لئے مخصوص ہے اور کسی دوسری شخصیت کو رضی اللہ عنہ لکھنا ممنوع و ناجائز ہے اور اس سے صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کی توہین ہوتی ہے حالانکہ شرعاً رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کے ساتھ مخصوص اور دیگر برگزیدہ شخصیتوں کے لئے ممنوع ہونے کا کوئی ثبوت و تصریح موجود نہیں ہے، اس کے برعکس حضرات ائمہ دین و علماءِ اعلام نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے علاوہ دیگر بزرگانِ دین

وبرگزیدہ علماء کرام کے لئے بھی رضی اللہ عنہ کہنے کے جواز کی تصریح فرمائی ہے جسے فقیر نے تصریحات کے ساتھ بیان کر دیا ہے اور اگر اب بھی کسی کو خواہ مخواہ اعتراض ہو تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

فصلِ چہارم

بعض لوگ جن کا نام محمد علی یا احمد حسن ہوتا ہے وہ محمد علیؓ اور احمدؐ حسنؓ لکھتے ہیں۔ حضرت مولانا امجد علی اعظمی سنی حنفی قدس سرہ بہارِ شریعت میں بحوالۂ طحطاوی لکھتے ہیں کہ یہ بھی مکروہ ہے کیونکہ اس سے نام مقصود ہے نہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا علی رضی اللہ عنہ وغیرہ لہذا اس سے اجتناب چاہیئے، یعنی عام اسماء پر بھی ص۔ رض۔ ع۔ رح وغیرہ لکھنا فضول ہے اس لئے کہ اس اسم میں مقصود وہی مسمّٰی (شخص) ہے نہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا حضرات صحابہ یا اولیاء و انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام، البتہ جن کے اسماء ان مقدس ہستیوں کے نام پر رکھے جائیں تو ان کے آداب و القاب میں بھی احتیاط لازم ہے۔

آج کل یہ مرض عام ہو گیا ہے کہ نام اونچا رکھا جاتا ہے پھر اسی کی مٹی پلید کی جاتی ہے مثلاً محمد نام والے کو ممدو وغیرہ وغیرہ، یہی وجہ ہے کہ ان بے ادبیوں گستاخیوں سے ہماری مٹی خراب ہے حالانکہ اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ جب بھی ایسے مقدس اسماء اپنی اولاد وغیرہ کے لئے رکھتے تو آداب و القاب میں تاحدِ امکان بڑی جد و جہد کرتے۔

حکایت

حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ایاز کے بیٹے کو پکارا اے ابنِ ایاز، حالانکہ اس کا نام محمد تھا اور وہ اسے جب بھی بلاتے 'محمد' نام سے پکارتے۔ ایاز صاحب کو گمان ہوا کہ شاید بادشاہ ناراض ہیں، عرض کی آج میرے بیٹے

کو اصلی نام چھوڑ کر ابن ایاز سے کیوں یاد فرمایا۔ بادشاہ نے کہا کہ آج میں بے وضو تھا
اسی لئے لفظ محمد کو بلا وضو لبوں پہ لانا مناسب نہ سمجھا، کسی نے بالکل
کہا ہے ؎

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی است

ہذا آخر مارقمت و انا الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی

تفسیر فیوض الرحمٰن (اردو) ترجمہ روح البیان

احناف کی مشہور اور معرفت و شریعت کی جامع تفسیر جس میں قرآنی لغات اور شانِ نزول اور موقع محل پر احادیث و حکایات اور کرامات و معجزات و مسائل فقہیہ اور تفسیر عالمانہ کے ساتھ ہر آیت کی تفسیر صوفیانہ (وحدت الوجود کی تحقیقی) اگرچہ یہ تفسیر دسویں صدی کی ہے لیکن دورِ حاضرہ کی ضروریات پر پوری بحث ہے جیسے حضرت علامہ مولانا الحافظ ابو صالح محمد فیض احمد صاحب اویسی شیخ الحدیث و بانی جامعہ اویسیہ رضویہ نے نہ صرف اردو ترجمہ کیا ہے بلکہ اسے زمانہ حال کے مطابق ڈھالنے کی کوشش فرمائی ہے۔ یوں سمجھئے کہ یہ تفسیر اہلسنت احناف کی منفرد تفسیر ہے) مطالعہ کے بعد یقین ہو گا کہ فقہ و تصوف نے وہ مخفی اسرار و رموز جو امام ابو حنیفہ اور امام ابن العربی و مولانا رومی و مولانا جامی و شیخ سعدی و دیگر اولیا کرام و علمائے عظام نے ہمارے لئے امانت چھوڑے تھے وہ یکجا صرف اسی تفسیر میں میسر آئیں گے۔

ہماری دیگر مطبوعات

(نوٹ) تفسیر فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان

پارہ اوّل عکسی مجلد	۲۵/- روپے	صدائے نوی شرح مثنوی	
پارہ دوم بلا جلد	۱۵/-	معنوی حصہ اول ۔	۲۵/- روپے
پارہ سوم " "	۱۴/-	فیض رضا شرح کریما ۔	۱/-
پارہ چہارم " "	۱۴/-	انگوٹھے چومنے کا ثبوت	۲/-
پارہ پنجم " "	۱۲/-	کراہت صلعم وفضیلت صلی اللہ	
پارہ ششم " "	۱۲/-	علیہ وسلم	۲/-
پارہ ہفتم " "	۱۲/-	القول المقبول فی بنات الرسول	۲/۵۰
پارہ ہشتم و نہم یکجا مجلد	۲۸/-	فیاضی شرح زراوی	۱/۲۵
پارہ دہم عکسی مجلد سنہری	۲۸/-	متعہ یا زنا	۴/۷۵
پارہ ۱۱-۱۲ " "	۵۰/-	الاویس	۸/-
باقی پارے زیر طبع ہیں ۔		نورانی تقریریں	۱۸/-
۲- آئینہ شیعہ نما	۳/-	شق القمر	۳/-
۳ احسن البشارہ	۴/-	ارشادات نورانی (شاہ احمد نورانی کے	
۵ نعیم الحامی شرح شرح جامی جلد اول		انٹرویوز	۱۵/-
دوم۔ سوم	۱۵/-	البلال	زیر طبع
۱۱ تحفۃ الصلحا فی زیارۃ النبی فی الیقظ		ادبیائے اویس	زیر طبع
والرؤیاء ۔		معالج الصحت	زیر طبع